شذرات

سورۃ النساء: حضرت استاد علامہ سندھی نے فرمایا کہ اس صورت میں اجتماعی زندگی کی کیفیت اور معاشرتی زندگی کی کیفیت بتلائی گئی ہے جو انسانی فطرت کا تقاضا ہے مرد اور عورت کے رشتے سے اولاد پیدا ہوتی ہے اور یہ صورت بڑھتے بڑھتے ایک کنبے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہی سوشل زندگی ہے۔ اس کے ساتھ جب کنبے کی شکل ہوگی تو اب خرچہ وغیرہ کی ضرورت محسوس ہوگی اور اس سے اقتصادی زندگی پیدا ہوگی۔

عرب میں یمن، حضرموت اور نجد یعنی ساحلی علاقے کے باشندے چونکہ دوسرے ملکوں سے تجارت کرتے تھے اس لیے وہ متوسط درجے کے ترقی یافتہ کہلانے کے مستحق تھے عرب کے وسط میں بدو تھے جو بالکل جاہل تھے اس لیے ان کی ترقی کے لیے ایک اجتماعی قانون دیا گیا: جیسے اس صورت میں ضبط کیا گیا ہے۔ عرب ایک ریگستانی علاقہ تھا جہاں ہوا کے سوائے باقی ضروریات زندگی کافی محنت سے دستیاب ہوتی تھیں۔ مثلاً زراعت اور خورد ونوش کے لیے پانی بھی بآسانی مہیا نہیں ہوتا تھا بلکہ اسکے لیے بھی کافی محنت درکار تھی۔ اس لیے اجتماعی قانون کے ساتھ ساتھ اقتصادی قانون کا بھی خیال رکھا گیا ہے جیسے ایک کنبہ ہے اس میں ایک بڑا آدمی ہے وہ اپنے زور بازو سے روپیہ پیدا کرتا ہے اور اپنے بال بچے پر صرف کرتا ہے۔ اور پس ماندہ روپیہ کے لیے حالتِ قریب المرگ میں وصیت کرتا ہے اس بات کو ہر ایک جانتا ہے کہ وصیت وہی کرے گا جس کے پاس روپیہ یا جائیداد ہوگی اور جس کے پاس کچھ بھی نہیں اس نے وصیت کیا کرنی ہے۔ غرض اب بتلایا کہ انسان کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں ایک اجتماعی زندگی دوسری اقتصادی زندگی۔

اجتماعی زندگی میں انسان کو بہت سی ضروریات درپیش رہتی ہیں۔ جیسے دوسرے کنبے سے تعلقات اور کس سے صلح و ناراضگی اور کس سے صلح و لڑائی ان تمام باتوں کے لیے اس سورت میں قانون دیئے گئے ہیں مگر ان کو ضمنی طور پر رکھا گیا ہے اور اسی طرح گورنمنٹ بھی ضمنی طور پر قرار دی جاتی ہے یعنی پہلے سوشل زندگی ہے اور اس کے بعد حکومت وغیرہ اس سوشل زندگی سے خود بخود پیدا ہو جائیگی۔

اس سورت کی پہلی آیت میں اجتماعی زندگی اور آخر میں اقتصادی زندگی کی کیفیت بتلائی مگر اس اس اجتماع میں عربی زندگی کا صرف ذکر ہے۔

(اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے تم کو پیدا کیا تم کو ایک جان سے اس سے پیدا کیا اس کا جوڑا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطے سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

اے لوگو جس طرح تمہارے رب نے تم سے انصاف کیا اسی طرح تم بھی آپس میں انصاف کرو غرض کہ حقوق الناس کا خیال رکھو اور کسی کا حق پائمال نہ کرو۔

ہم سب خدا پرست لوگ ہیں اور اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا رب العالمین ہے تمام مخلوقات کی پرورش اور نگہبانی کرنے والا ہے جو خدا پرست لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہمارے سایہ میں بستی ہے ہم ان کی بربادی کے درپے نہ ہوں۔ ہم خدا کو عادل جانتے ہیں اس لیے ہمیشہ عدل و انصاف کے پابند ہیں ہم خدا کو مہربان اور دیالو اور کرپالو مانتے ہیں اور دیا اور دھرم کے کاموں کے اصول کو سچا جانتے ہیں اس لیے جانوروں اور انسانوں پر رحم کریں۔ جب کوئی آدمی بیمار اور ناچار ہو کر ہمارے پاس قرض لینے کے لیے آئے تو ہم اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس قدر سود پر قرضہ نہ دیں کہ اس کے خون چوسنے میں دریغ نہ کریں، نہ اس طرح اس غریب کا کچومر نکال دیں اور اس کا تمام مال و متاع تھوڑے ہی عرصہ میں ہمارے قبضہ میں آجائے۔ ہم خدا پرست ہیں اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ایک روز ہمیں اپنے کاموں کا پھل مل کر رہے گا اس لیے اس پر عمل کریں کہ جواب کے وقت ندامت نہ اٹھانی پڑے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخرو رہیں ہم خدا پرست ہیں خدا کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور علیم بذات الصدور سمجھتے ہیں اس لیے چوری اور زنا جیسے افعالِ قبیحہ سے اجتناب کریں جس طرح انسانوں کی موجودگی سے ہم اس قدر خائف رہتے ہیں کہ

ان کی نعماء کی برائیت نہیں کرسکتے اسی طرح خدا کی موجودگی کا خیال ہمیشہ رہے ہم خدا کو کریم و رزاق خیال کرتے ہیں اس لیے اپنے آپ کو جود وسخا کا پابند بنائیں اگر کوئی مصیبت زدہ مدد کا طالب ہو تو اس کی صدا پر لبیک کہیں ہم خدا کے حلیم دغفور و رحیم ہونے کے داعی ہیں اس لیے جہاں وہ عفو و درگزر کے موقعہ پر ہم نہایت کشادہ دلی سے دوسروں کو معاف کر دیں اس لیے کہا گیا ہے کہ درعفو لذتی است کہ درانتقام نیست ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خدا ستار العیوب ہیں اس لیے دوسروں کے عیوب کی پردہ پوشی کریں ہم خدا پرست ہو کر کسی خوف یا لالچ سے متاثر ہو کر کسی شیطانی طاقت کے آگے سجدہ نہ کریں اس لیے کہ اللہ کا بندہ دوسرے کا بندہ نہیں ہو سکتا خلقکم من نفس واحدۃ تم سب ایک آدمی سے پیدا ہوئے ہو تم سب اپنے آپ کو ایک ہی خاندان سمجھو۔ ضروری ہے کہ انسان اپنے کنبہ سے بے انصافی نہیں کرتا دنیا کے تمام مذاہب ابراہیمی، موسوی، مسلم، ہنود، زرتشتی کے پیرو اس بات کے قائل ہیں کہ انسان کی ابتداء ایک انسان سے ہوئی ہے اگرچہ ہر ایک مذہب نے اس کے نام مختلف رکھے ہیں خلق منھا زوجھا آدم سے اس کا جوڑا بنایا قولہ منھا ای من جنسھا یعنی حوا آدم کے ہم جنس پیدا کی گئیں نہ یہ کہ ان کی کی پسلی سے پیدا کی گئیں ابو مسلم اصفہانی نے اس آیت کے یہ معنی کیے ہیں اور امام رازی اس کے ہم زبان کہتے ہیں منھا ای من جنسھا (علم الکلام ص ۱۲۱۳، مصنفہ شبلی نعمانی، غرض آدم سے اس کا جوڑا بنایا مگر یہ غیر فطری پیدائش صرف ایک دفعہ واقع ہوئی اس کے بعد پیدائش کا سلسلہ قدرت کے اصول پر جاری ہوا۔ یعنی ان دونوں کے ملاپ سے تناسل کا سلسلہ قائم کیا گیا اگر تدبر سے معلوم کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر فطری طریقہ صرف ایک ہی دفعہ وقوع میں آتا ہے مثلاً گھوڑے اور گدھے کے ملاپ سے خچر پیدا ہوگی مگر خچر سے آگے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح انسان کے جوڑے کی پیدائش (عورت) کا اصلی دفعہ غیر فطری طریقہ سے ہوئی اس کے بعد اسے غیر فطری طریقہ پر لے آئے ، (وبث منھما رجالاً کثیرا) اس کے بعد عام قانون پیدائش اس کا پھیلاؤ ہوا، جس سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا ہوئیں۔